JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 18, Issue: 01, Jul – Dec 2024

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

علمِ تفسیر: مفہوم، مصطلحات اور قرآنی استعمال کا تحقیقی جائزہ

The Science of Tafsīr: A Research Study on Its Meaning, Terminology, and Qur'ānic Usage

Dr. Zobia Parveen*
Lecturer, Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan

ABSTRACT

Tafsīr is a fundamental Islamic science that seeks to explain the meanings, implications, and wisdom embedded in the verses of the Holy Qurʾān. This paper explores the linguistic roots and terminological definitions of Tafsīr, examining how it has been understood, employed, and explained by classical and contemporary scholars. The Arabic root "f-s-r" connotes explanation, clarification, and unveiling of hidden meanings. The study reviews various definitions and highlights that Tafsīr is not simply a literal translation but an intellectual effort to elucidate divine meanings by employing auxiliary disciplines such as Arabic grammar, rhetoric, context (asbāb al-nuzūl), abrogation (nāsikh wa mansūkh), and readings (qirāʾāt) .Additionally, this paper presents a critical analysis of the Qurʾānic usage of the term Tafsīr, noting that it appears once explicitly in Sūrat al-Furqān, and multiple times in synonymous forms such as bayān, tabyīn, tafsīl, kashf, and sharḥ. These synonyms, frequently employed in both the Qurʾān and Hadīth, emphasize the broader function of explanation and detailed interpretation. The research identifies thematic and terminological parallels between Qurʾānic and prophetic usage of these terms, showcasing their shared objective—to uncover divine intent.The aim of the study is to consolidate classical views and lexicons, thereby offering a comprehensive understanding of the concept of Tafsīr from its linguistic origin to its theological application. This provides foundational insights for scholars, students, and readers of the Qurʾān who seek deeper engagement with its meanings.

Keywords: *Tafsīr, Linguistic Meaning, Terminological Definition, Qurʾānic Usage, Synonyms*

CC BY

تعارف موضوع

قرآنِ کریم ایک جامع، آفاقی اور الہامی کتاب ہے جو ہر زمانے اور ہر معاشرے کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اس کتابِ ہدایت کو درست طریقے سے سمجھنے کے لیے محض عربی زبان جاننا کافی نہیں بلکہ اس کی گہرائیوں میں اترنے کے لیے ایک منظم علمی طریقہ درکار ہے، جسے "علمِ تفسیر" کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے اسلوب، بلاغت، فصاحت، اور حکمتوں کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے تفسیر ناگزیر ہے۔ اس علم کے ذریعے قرآن کے الفاظ، سیاق و سباق، اور پس منظر کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی تشریحات اور صحابہ کرامؓ کے اقوال سے بھی رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ علمِ تفسیر کی مدد سے نہ صرف قرآن کے احکام و مقاصد کو واضح کیا جاتا ہے بلکہ اس کے مفاہیم اور پیغام کو بھی عام فہم انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس مضمون میں تفسیر کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، اس کے مترادفات اور ان کے قرآنی استعمالات کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ قرآن فہمی کے اس عظیم علم کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

مبحثِ اوّل: تفسیر کا مادہ اور لغوی بنیاد

تفسیر کا لغوی، اصطلاحی اور قرآنی استعمال ہمیں قرآن کی گہرائی کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتا ہے۔ لفظِ تفسیر فَسَّر یُفَسِّرُ ثلاثی مزید فیہ، باب تفعیل سے مصدر ہے۔ اس کا اصل مادہ "فسر" (ف، س، ر) ثلاثی مجرد میں بھی مستعمل ہے۔ یہ مادہ فَسَرَ یَفْسِرُ کے وزن پر باب ضَرَبَ یَضْرِبُ اور فَسَرَ یَفْسُرُ کے وزن پر باب نَصَرَ یَنْصُرُ، دونوں ابواب میں مستعمل ہے۔

مبحثِ ثانی: علمائے لغت کے نزدیک لفظِ تفسیر

لغوی معنی کے لحاظ سے لفظِ تفسیر کی ذیل میں دی گئی تعریفات اہم ہیں:

1. **امام جوہری (م ۳۹۳ھ / ۱۰۰۳م) لکھتے ہیں:**

"الفَسْرُ: البيانُ. وقد فَسَرْتُ الشئ أفسره بالكسر فسرا. والتفسير مثله. واسْتَفْسَرْتُهُ كذا، أي سألته أن يُفَسِّرَهُ لي. والفَسْرُ: نظر الطبيب إلى الماء، وكذلك التَفْسِرَةُ، وأظنُّه مولداً"[1]

فسر کے معنی بیان کے ہیں۔ یعنی میں نے کسی چیز کی وضاحت کی۔ یہ سین پر کسرہ (زیر) کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور تفسیر بھی اسی کے مثل ہے۔ "واسْتَفْسَرْتُهُ كذا" یعنی میں نے اس سے فلاں چیز کی وضاحت طلب کی۔ طبیب جب پانی کا معائنہ یا تجزیہ کرتا ہے تو اسے "فسر" کہتے ہیں۔ تفسرہ بھی معائنہ کو کہتے ہیں اور میرے خیال میں "تفسرة" جدید اصطلاح ہے۔

2. **علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ / ۱۱۰۸م) لکھتے ہیں:**

"الفَسْرُ: إظهار المعنى المعقول، ومنه قيل لما ينبئ عنه البول: تَفْسِرَةٌ، وسمّي بها قارورة الماء. والتَّفْسِيرُ في المبالغة كالفسر. والتَّفْسِيرُ قد يقال فيما يختصّ بمفردات الألفاظ وغريبها "۔[2]

الفسر سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی معنوی صفت کو ظاہر کرنا اسی سے "تَفْسِرَة" ہے۔ جس کے معنی ہیں قارورہ کی تشخیص کرنا۔ پیشاب کی بوتل کو

بھی تفسرة کہتے ہیں۔ تفسیر بھی فسر کی طرح ہے لیکن اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔ تفسیر کا لفظ غریب اور مفرد الفاظ کی وضاحت کے لیئے مخصوص ہے۔

3. **علامہ ابن منظور (م ۷۱۱ھ / ۱۳۱۱م) لکھتے ہیں:**

"فسر: الفَسْرُ: الْبَيَانُ. فَسَر الشيءَ يفسِرُه، بالكَسر، ويفْسُرُه، بِالضَّمِّ، فَسْراً وفَسَّرَهُ: أَبانه، والتَّفْسيرُ مِثْلُهُ. ابْنُ الأَعر ابي: التَّفْسيرُ والتأْويل وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ. وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: وَأَحْسَنَ تَفْسِيراً؛ الفَسْرُ: كَشْفُ المُغَطّى، والتَّفْسير كَشف المُراد عَنِ اللَّفْظِ المُشْكل"[3]

"فسر" کے معنی ہیں بیان۔ يَفسِرُه عین کلمہ پر زیر اور يَفسُرُه عین کلمہ پر پیش دونوں کے ساتھ آتا ہے۔ "فَسَرَهُ" یعنی اس نے واضح کر دیا اور تفسیر بھی اسی کے مثل ہے۔ ابن عربی کے بقول تفسیر اور تاویل کا ایک ہی معنی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: وَأَحْسَنَ تَفْسِيراً؛ فسر کے معنی ہیں کسی چھپی ہوئی چیز کو کھولنا اور تفسیر کے معنی مشکل لفظ کی مراد کو کھولنا۔

4. **علّامہ ابو حیان اندلسی (م ۷۴۵ھ / ۱۳۴۴م) لکھتے ہیں:**

"التَّفْسِيرُ فِي اللُّغَةِ الِاسْتِبَانَةُ وَالْكَشْفُ. قَالَ ابْنُ دُرَيْدٍ: وَمِنْهُ يُقَالُ لِلْمَاءِ الَّذِي يَنْظُرُ فِيهِ الطَّبِيبُ تَفْسِرَةٌ ----. وَيَنْطَلِقُ أَيْضًا التَّفْسِيرُ عَلَى التَّعْرِيَةِ لِلِانْطِلَاقِ. قَالَ ثَعْلَبٌ: تَقُولُ فَسَّرْتُ الْفَرَسَ عَرَّيْتُهُ لِيَنْطَلِقَ فِي حَصْرِهِ، وَهُوَ رَاجِعٌ لِمَعْنَى الْكَشْفِ، فَكَأَنَّهُ كَشَفَ ظَهْرَهُ لِهَذَا الَّذِي يُرِيدُهُ مِنْهُ مِنَ الْجَرْيِ"[4]

لغت میں تفسیر کے معنی ہیں وضاحت کرنا، ظاہر کرنا، کھولنا۔ ابن درید کہتے ہیں کہ اسی سے کہا جاتا ہے کہ طبیب جب پانی کو دیکھتا ہے یعنی اس کا تجزیہ کرتا ہے تو اسے تفسرة کہتے ہیں۔۔۔ اسی تعریف کا اطلاق تفسیر پر ہوتا ہے۔ ثعلب کہتے ہیں کہ سواری کا پالان اتار کر اس کی پیٹھ ننگی کرنے کو بھی تفسیر کہتے ہیں۔ ثعلب نحوی کا یہی قول ہے۔ ظاہر ہے کہ ننگا کرنے میں کشف و اظہار کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس لیئے کہ زین اتارنے سے پیٹھ کھل کر سامنے آجاتی ہے"۔

5. **امام زرکشی (م ۷۹۴ھ / ۱۳۹۲ م) نے امام راغب کا قول نقل کیا:**

"الْفَسْرُ وَالسَّفَرُ يَتَقَارَبُ مَعْنَاهُمَا كَتَقَارُبِ لَفْظَيْهِمَا"[5]

فَسْرُ اور سَفَرُ، ان دونوں کے معانی قریب قریب ہیں اسی طرح لفظی طور پر بھی دونوں ایکدوسرے کے قریب قریب ہیں۔

6. **علامہ جرجانی (م ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳م) لکھتے ہیں:**

" **الكشف، والإظهار**"[6] یعنی تفسیر کے معنی کشف اور اظہار کے بیان کیئے ہیں۔

7. **علامہ مجد الدین فیروز آبادی (م-۸۱۷ھ / ۱۴۱۵م) لکھتے ہیں:**

" الإِبانَةُ، وكشْفُ المُغَطَّى-كالتَّفْسيرِ،والفِعْلُ كضَرَبَ ونَصَرَ، ونَظَرُ الطَّبيبِ إلى الماءِ،كالتَّفْسِرَةِ، أو هي البَوْلُ، (كما) يُسْتَدَلُّ به على المَرَضِ، أو هي مُوَلَّدَة"[7]

فسر کے معنی ہیں کسی چیز کو ظاہر کرنا اور چھپی ہوئی بات کو کھول دینا۔ لفظِ تفسیر اسی سے ہے۔ اس کا فعل "ضَرَبَ" اور "نَصَرَ" کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ طبیب کا پانی کو دیکھنا "تفسیرہ" کی طرح ہوتا ہے، یا "تفسیرہ" خود پیشاب کو کہتے ہیں، کیونکہ اسی کے ذریعے بیماری کی پہچان کی جاتی ہے۔ یا یہ لفظ عربی میں بعد میں بنایا گیا (مولّدہ) ہے۔

8. **علامہ الکافیجی (م ۸۷۹ھ) کے نزدیک:**

" مأخوذ من الفَسر،وهو: الكشف و الاظهار"[8]

یہ فسر سے ماخوذ ہے۔ تفسیر سے مراد کھولنا اور ظاہر کرنا کے ہیں۔

9. **امام سیوطی (م ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵م) لکھتے ہیں:**

"التَّفْسِيرُ "تَفْعِيلٌ" مِنَ الْفَسْرِ، وَهُوَ الْبَيَانُ وَالْكَشْفُ، وَيُقَالُ: هُوَ مَقْلُوبُ السَّفَرِ، تَقُولُ: أَسْفَرَ الصُّبْحُ إِذَا أَضَاءَ، وَقِيلَ مَأْخُوذٌ مِنَ التَّفْسِرَةِ، وَهِيَ اسْمٌ لِمَا يَعْرِفُ بِهِ الطَّبِيبُ الْمَرَضِ"[9]۔

لفظ تفسیر فسر سے تفعیل کے وزن پر ہے اور اس کے معنی بیان اور کھولنے کے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ الفسر السفر کا مقلوب ہے۔ جب صبح کی روشنی پھیلتی ہے تو کہا جاتا ہے صبح روشن ہو گئی۔ ایک اور قول کے مطابق تفسیر تَفْسِرَۃ سے ماخوذ ہے۔ یہ وہ اسم ہے جس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کے ذریعے طبیب مرض کو پہچانتا ہے۔

10. علامہ زرقانی (م۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸م) لکھتے ہیں:

"التفسير في اللغة: الإيضاح والتبيين ومنه قوله تعالى: في سورة الفرقان: وَلا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِير"[10]

تفسیر لغت میں وضاحت اور کھول کر بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

11. علامہ محمد عثمان العثمین (م۱۴۲۱ھ) لکھتے ہیں:

"التفسيرلغة: من الفسر، وهو: الكشف عن المغطى"[11]۔

تفسیر لغوی طور پر "فَسْر" سے ماخوذ ہے، اور "فَسْر" کا مطلب ہے: چھپی ہوئی چیز کو ظاہر کرنا۔

اکثر علماء کے نزدیک تفسیر فسر سے مشتق ہے۔ مندرجہ بالا تمام بیانات سے تفسیر کے مشترکہ معنی ظاہر کرنا، واضح کرنا، بیان کرنا، کسی مخفی اور پوشیدہ چیز کو کھولنا یا بے حجاب کرنا کے ہیں۔

مبحثِ ثالث: تفسیر کے اصطلاحی معنی ومفہوم

لغوی مفہوم کے اعتبار سے "تفسیر" کا معنی کسی بھی قسم کی وضاحت کرنا ہے۔ لیکن اصطلاحاًیہ لفظ قرآن کی تشریح وتوضیح کے ساتھ مخصوص ہے یہاں تک کہ حدیث کے لیئے بھی تفسیر کی بجائے شرح الحدیث کے الفاظ استعمال کیئے جاتے ہیں۔ اسی لیئے قرآن کی وضاحت کرنے والے کو "مفسر" اور احادیث کی وضاحت کرنے والے کو "شارح حدیث" کہتے ہیں۔

علماء نے تفسیر کی مختلف اصطلاحی تعریفیں کی ہیں جن میں سے چند اہم کا تذکرہ حسبِ ذیل ہے۔

1. علامہ ابوحیان اندلسی (م۷۴۵ھ/۱۳۴۴م) لکھتے ہیں:

"التَّفْسِيرُ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ كَيْفِيَّةِ النُّطْقِ بِأَلْفَاظِ الْقُرْآنِ، وَمَدْلُولَاتِهَا، وَأَحْكَامِهَا الْإِفْرَادِيَّةِ وَالتَّرْكِيبِيَّةِ، وَمَعَانِيهَا الَّتِي تُحْمَلُ عَلَيْهَا حَالَةُ التَّرْكِيبِ، وَتَتِمَّاتٍ لِذَلِكَ "[12]۔

تفسیر وہ علم ہے جس میں قرآن کے الفاظ کی ادائیگی کی کیفیت، ان کے مدلول، ان کے افرادی وترکیبی احکام اور ان معانی پر بحث کی جاتی ہے جو ترکیبی حالت میں ان الفاظ سے مراد ہوتے ہیں اور ان کے متعلق دیگر تکمیلی پہلوؤں پر بھی بحث ہوتی ہے۔

اس تعریف میں جو قیود ہیں اس کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علم هو جنس يشمل سائر العلوم، وقولنا: يبحث فيه عن كيفية النطق بألفاظ القرآن هذا هو علم القراءات، وقولنا: ومدلولاتها أي مدلولات تلك الألفاظ وهذا هو علم اللغة الذي يحتاج إليه في هذا

العلم، وقولنا: وأحكامها الإفرادية، والتركيبية هذا يشمل علم التصريف وعلم الإعراب وعلم البيان وعلم البديع ومعانيها التي تحمل بها حالة التركيب شمل بقوله التي تحمل عليها ما لا دلالة عليه بالحقيقة وما دلالته عليه بالمجاز، فإن التركيب قد يقضي بظاهره شيئا ويصد عن الحمل على الظاهر صاد فيحتاج لأجل ذلك أن يحمل على الظاهر وهو المجاز، وقولنا وتتمات لذلك، هو معرفة النسخ، وسبب النزول وقصة توضح بعض ما انبهم في القرآن ونحو ذلك"[13] ۔

* اس تعریف میں علم کا لفظ جنس کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں سب علوم شامل ہیں۔
* **كيفية النطق بألفاظ القرآن** سے مراد علم القراءت ہے۔ جس کی مدد سے قرآنی الفاظ کے نطق و تلفظ کا پتہ چلتا ہے۔
* مدلولاتہا سے مراد علم لغت ہے۔ الفاظ کا معنی و مفہوم علم لغت سے معلوم ہوتا ہے جس کی تفسیر میں شدید ضرورت پڑتی ہے۔
* **أحكامها الإفرادية، والتركيبية** سے مراد علوم صرف و نحو اور بیان و بدیع وغیرہ ہیں۔
* **معانيها التي تحمل بها حالة التركيب** سے مراد حالتِ ترکیب میں الفاظ جن معانی کے حامل ہوتے ہیں تو اس سے حقیقی و مجازی معانی مراد ہیں اس لیئے کہ بعض الفاظ کی ترکیب ایک خاص معانی کی مقتضی ہوتی ہے مگر ظاہراً ایک ایسا مانع موجود ہوتا ہے جو حقیقی معنی کی راہ میں رکاوٹ ہوتا ہے اور اس لیئے مجازی مفہوم مراد لیا جاتا ہے۔ تتمات لذلك سے مراد ناسخ و منسوخ و سببِ نزول کا علم ہے۔ نیز ایسے قصہ کی شناخت پر دلالت کرتا ہے جو مبہماتِ قرآن کی توضیح کرے۔

2. **امام زرکشی (م۷۹۴ھ / ۱۳۹۲ م) لکھتے ہیں:**

"التَّفْسِيرُ عِلْمٌ يُعْرَفُ بِهِ فَهْمُ كِتَابِ اللَّهِ الْمُنَزَّلِ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَانُ مَعَانِيهِ وَاسْتِخْرَاجُ أَحْكَامِهِ وَحِكَمِهِ "[14]۔

تفسیر ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی وہ کتاب سمجھی جاتی ہے جسے اس نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے اور اسی علم کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے معانی کا بیان، اس کے احکام کا استخراج اور اس کے حکم کو معلوم کیا جاتا ہے۔ اس تعریف کے مطابق تفسیر وہ علم ہے جس میں یہ چار خصوصیات پائی جاتی ہوں:

۱:۔ قرآن مجید کا عمومی فہم حاصل ہو۔ ۲:۔ قرآن مجید کے معانی و مطالب کی تشریح ہو۔

۳:۔ قرآنی احکام و مسائل کا استنباط ہو ۴:۔ معانی قرآن کے حکم و مصالح واضح ہوں۔

اس تعریف سے بظاہر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں علم القراءات اور علم رسم الخط دونوں خارج ہیں۔

لیکن در حقیقت ایسا نہیں ہے۔ یہ دونوں تفسیر کا لازمی جزو ہیں کیونکہ قراءت، رسم اور اوقاف میں تبدیلی کی وجہ سے معنی کا بدل جانا ایک واضح امر ہے۔ اس کی بہت سی امثال قرآن میں موجود ہیں۔ مثلاً ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔[15]

"اپنے منہ دھولو اور ہاتھ کہنیوں تک اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھولو"۔

لیکن ایک اور قراءت میں ﴿ وَاَرْجُلِكُمْ ﴾ آیا ہے۔ اس کے معنی ہوئے "اپنے سروں کا مسح کرلو" یہ دونوں متواتر قراءتیں ہیں۔ دونوں کے معنی مختلف ہیں لہذا دونوں کی تفسیر بھی مختلف ہو گی۔ اسی طرح ﴿ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴾ (النساء، ۴:۱۰۹) اور ﴿ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ (الملک، ۶۷:۲۲) میں ﴿ اَمْ مَّنْ ﴾ مفصولہ "بلکہ" کے معنی میں ہے۔ جبکہ ﴿ اَمَّنْ ﴾ موصولہ کو معنی مختلف ہے۔ معانی میں یہ فرق میں اختلافِ رسم کی بناء پر ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ [16]

﴿ اِلَّا اللّٰهُ ﴾ پر وقف کرنے سے یہ معنی بنتا ہے کہ متشابہات کے معنی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن اگر یہاں وقف نہ کیا جائے تو معنی یہ کہ متشابہات کے معنی راسخ العلم علماء بھی جانتے ہیں۔

علامہ زرکشی (م ۷۹۴ھ) اس کے بعد لکھتے ہیں:

" وَاسْتِمْدَادُ ذَلِكَ مِنْ عِلْمِ اللُّغَةِ وَالنَّحْوِ وَالتَّصْرِيفِ وَعِلْمِ الْبَيَانِ وَأُصُولِ الْفِقْهِ وَالْقِرَاءَاتِ وَيَحْتَاجُ لِمَعْرِفَةِ أَسْبَابِ النُّزُولِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ"[17]۔

اور اس بارے میں علمِ لغت، علم نحو، علم صرف، علم بیان، علم اصولِ فقہ اور علم قراءت سے استمداد کی جاتی ہے اور اس میں اسبابِ نزول اور ناسخ و منسوخ کی پہچان بھی اس علم کی محتاج ہے۔

3. علامہ جرجانی (م ۸۱۶ھ / ۱۴۱۳م) لکھتے ہیں:

" توضيح معنى الآية، وشأنها، وقصتها، والسبب الذي نزلت فيه، بلفظ يدل عليه دلالةً ظاهرة"[18]

اس سے مراد کسی آیت کے معنی، قصہ اور سبب نزول کی وضاحت ایسے الفاظ سے کرنا ہے جو اس پر ظاہری طور پر دلالت کرتے ہوں۔

4. علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ م) نے الاتقان میں ایک اور تعریف پیش کی ہے:

" التَّفْسِيرُ فِي الِاصْطِلَاحِ علم نزول الآيات وشئونها وَ أَقَاصِيصِهَا، وَالْأَسْبَابِ النَّازِلَةِ فِيهَا ثُمَّ تَرْتِيبِ مَكِّيِّهَا وَمَدَنِيِّهَا، وَمُحكَمِهَا وَمُتَشَابِهِهَا، وَنَاسِخِهَا وَمَنْسُوخِهَا، وَخَاصِّهَا وَعَامِّهَا، وَمُطْلِقِهَا وَمُقَيَّدِهَا، وَمُجمَلِهَا وَمُفَسَّرِهَا، وَحَلَالِهَا وَحَرَامِهَا وَوَعْدِهَا وَوَعِيدِهَا، وَأَمْرِهَا وَنَهْيِهَا، وَعِبَرِهَا وَأَمْثَالِهَا "[19]۔

تفسیر اصطلاحاً نزولِ آیات، ان کے شانِ نزول، ان کے قصّص اور ان کے اسبابِ نزول کے علم کو کہا جاتا ہے۔ آیاتِ قرآنی کے مکّی و مدنی، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، خاص وعام، مطلق و مقیّد، مجمل و مفسّر، حلال و حرام، وعد و وعید، امر و نہی، اور عبرت و امثال ہونے کی ترتیب جاننے کے لیئے بھی علمِ تفسیر سے ہی مدد لی جاتی ہے۔

5. علامہ زرقانی (م ۱۳٦۷ھ / ۱۹۴۸ م) لکھتے ہیں:

" علم يبحث فيه عن القرآن الكريم من حيث دلالته على مراد الله تعالى بقدر الطاقة البشرية "[20]۔

یہ وہ علم ہے جس میں قرآن کے بارے میں اس حیثیت سے بحث کی جاتی ہے کہ یہ بشری استطاعت کے مطابق مرادِ باری تعالیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی انسانی طاقت کے مطابق قرآنی آیات سے اللہ کی مراد کو جاننا تفسیر قرآن ہے۔

6. مولانا گوہر رحمن (م ۲۰۰۳ء) کے نزدیک:

ذیل میں دی گئی تعریف سب سے زیادہ مختصر، جامع ومانع اور صاف وشفاف ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

" انسانی طاقت وصلاحیت کے مطابق قرآنی آیات سے اللہ کی مراد معلوم کرنے کو تفسیر قرآن کہا جاتا ہے۔ " مراد پر دلالت " کرنے کی قید سے علم القراءت خارج ہو گیا اس لیئے کہ اس میں الفاظ و کلمات کے تلفظ اور قراءت کی کیفیت کے بارے میں بحث کی جاتی ہے معانی و مفاہیم کی وضاحت براہِ راست پیش نظر نہیں ہوتی، اگرچہ فہم قرآن میں صحیح تلفظ کو بڑا دخل ہے مگر علم القراءت کا اصل موضوع تلفظ اور قراءت ہے معانی و مفاہیم اس کا اصل موضوع نہیں ہے، اسی طرح اس قید سے کتابت اور رسم الخط کا علم بھی خارج ہو جاتا ہے۔ اس لیئے کہ اس علم میں الفاظ کی کتابت اور رسم الخط کے بارے میں بحث کی جاتی ہے۔ معانی و مفاہیم اس میں موضوعِ بحث نہیں ہوتے۔ " بشری طاقت کی مقدار " کا قید اس لیئے لگایا گیا ہے کہ اللہ کی نفس الامری اور واقعی مراد کا قطعی علم مفسر کی استطاعت میں نہیں بلکہ وہ اپنے عمل اور صلاحیت کے مطابق دلائل و قرائن کی روشنی میں اللہ

تبارک و تعالی کی مراد اور منشا معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کوشش کا اسے اجر ملتا ہے بشرطیکہ اس کوشش میں خواہش نفس کے مطابق مفہوم نکالنا مقصد نہ ہو بلکہ حق معلوم کرنا پیش نظر ہو"[21]

7. **علامہ محمد عثمان العثیمین (م۱۴۲۱ھ)** نے مختصر الفاظ میں تفسیر کی تعریف کی ہے کہ: " بیان معاني القرآن الكريم "[22]

مبحث رابع: قرآن پاک میں لفظ تفسیر کا اطلاق

قرآن مجید میں لفظ " تفسیر " صرف ایک مرتبہ سورہ الفرقان میں وارد ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا۔[23]

"اور یہ لوگ آپ پر نہیں پیش کریں گے کوئی مثال مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا سچا جواب او عمدہ وضاحت۔"

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت میں ﴿ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴾ کے معنی ﴿أَحْسَنَ تَفْصِيلًا﴾ کے بیان کیئے ہیں۔ قتادہ، مجاہد، ضحاک اور عطاء سے بھی اس کے یہی معنی منقول ہیں[24]۔

علماء نے اس آیت کی تفسیر کے تحت لفظ تفسیر کے درج ذیل معانی بیان کیئے ہیں۔

علامہ ابو اسحاق ثعلبی (م ۴۲۷ھ) نے اس کے معانی "بيانا وتفصيلا "[25] کے بیان کیئے ہیں۔

امام بغوی (م ۵۱۰ھ / ۱۱۲۲م) لکھتے ہیں:

"تَفْعِيلٌ، مِنَ الْفَسْرِ، وَهُوَ كَشْفُ مَا قَدْ غُطِّيَ "التَّفْسِيرِ بَيَانًا وَتَفْصِيلًا "[26]

تفسیر تفعیل کے وزن پر ہے، جو "فسر" سے ماخوذ ہے، اور اس کا مطلب ہے: اس چیز کو ظاہر کرنا جو چھپی ہوئی ہو۔ تفسیر کا مطلب ہے: بیان اور تفصیل کے ساتھ وضاحت کرنا۔

علامہ زمخشری (م ۵۳۸ھ) لکھتے ہیں:

"التفسير هو التكشيف عما يدل عليه الكلام"[27]

تفسیر وہ ہے جو کسی بات کے معنی یا مفہوم کو واضح کرنے کے لیے، اس کی وضاحت کی جائے۔

علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) نے اس کے معانی "البيان والكشف "، کے بیان کیئے ہیں[28]۔

ان بیانات سے معلوم ہوا کہ تفسیر فسر سے تفعیل کے وزن پر ہے اور اس کے معنی بیان، تفصیل، وضاحت، کشف اور کسی کسی ڈھکی ہوئی چیز کا پردہ اٹھانے یعنی کھول دینے اور کسی کلام کے معنی اور مفہوم کو ظاہر کرنے کے ہیں۔ مختلف مفسرین کے بیان سے قرآن مجید میں لفظ " تفسیر " کا مفہوم واضح ہوتا ہے اور اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی عبارت یا کلام کے اندر چھپی ہوئی

حقیقت یا مفہوم کو واضح اور مکمل طور پر بیان کیا جائے۔ مختلف علماء جیسے امام بغوی، علامہ زمخشری، اور علامہ ابنِ جوزی نے اس لفظ کے مختلف پہلوؤں کو بیان کیا ہے، جس سے تفسیر کا اصل مقصد واضح ہوتا ہے کہ کسی آیت یا قول کا مفہوم وضاحت کے ساتھ پیش کیا جائے۔

اس تناظر میں، تفسیر ایک علمی عمل ہے جس کے ذریعے قرآن کی آیات کی صحیح تفہیم حاصل کی جاتی ہے، تاکہ ان کے معانی اور ہدایات کو صحیح طریقے سے سمجھا جا سکے۔ اس میں "بیان" اور "تفصیل" کا عمل شامل ہے، جس سے قرآن کے پیغام کی گہرائی اور اس کے اثرات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

مبحثِ خامس: قرآن میں لفظِ تفسیر کے مترادفات

قرآن مجید ایک جامع اور کامل کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے الفاظ و معانی کے اعتبار سے بھی منفرد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر ایک ہی مفہوم کو بیان کرنے کے لیے متعدد الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ ان میں سے لفظ "تفسیر" اور اس کے مترادفات خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان الفاظ کے درمیان لطیف فرق کو سمجھنا قرآن کی صحیح تفسیر کے لیے نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں لفظ "تفسیر" بطورِ خاص صرف ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے، لیکن اس کے ہم معنی اور قریبی مفاہیم رکھنے والے الفاظ کثرت سے آئے ہیں۔ صحابہ و تابعین، آئمہ و علماء کے اقوال کی روسے تفسیر کے جو معنی سامنے آتے ہیں، قرآن میں مختلف مقامات پر ان معانی میں کئی اور الفاظ مثلاً بیان، تبیین، کشف، ضرب، فتح، شرح اور تفصیل وغیرہ بھی آئے ہیں۔ ان تمام کا تعلق کسی بات کو واضح کرنے، کھول کر بیان کرنے، یا کسی اجمال کی تفصیل سے ہے۔ ان آیات کا جائزہ لینا تفسیر کے قرآنی استعمال کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ لفظِ تفسیر کے تمام مترادفات میں سے ہر ایک مترادف اپنی جگہ پر قرآن کی آیات کی تفصیل اور حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ چند اہم مترادفات درج ذیل ہیں:

1. **بیان**

"بیان" عربی زبان میں کسی چیز کی وضاحت یا تفصیل بیان کرنے کو کہتے ہیں۔ قرآن میں "بیان" کا استعمال خاص طور پر آیات کے مفہوم کو کھولنے اور وضاحت دینے کے لیے کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ[29] ۔

پھر بے شک ہم پر ہے اس کا کھول کر بیان کرنا"۔

2. تبیین

قرآنِ مجید میں "تبیین" کا لفظ وضاحت، تشریح، اور کسی چیز کو واضح طور پر بیان کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کا اطلاق مختلف سیاق وسباق میں ہوا ہے، جن میں سے چند اہم پہلو درج ذیل ہیں:

قرآن میں تبیین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم ذمہ داری کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ[30]

"اور ہم نے آپ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ واضح کر دیں آپ لوگوں کے لیے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔"

بعض آیات میں تبیین کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی جانے والی وضاحت پر بھی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[31]

"اسی طرح واضح کرتا ہے تمہارے لیے اللہ آیات کو تاکہ تم عقل سے کام لو"۔

تبیین کا اطلاق شریعت کے احکام اور اخلاقی ہدایات کی وضاحت پر بھی ہوتا ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلَّذِينَ أُوتُوا۟ ٱلْكِتَٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُۥ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُۥ[32]

"اور جب لیا اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے ضرور واضح کرو گے لوگوں کے لیے اور اسے چھپاؤ گے نہیں۔"

3. تفصیل

لفظِ "تفصیل" کے لغوی معنی کسی چیز کی جزیات یا اجزاء کو کھول کر واضح کرنا تاکہ اس کا مکمل مفہوم اور مقصد سمجھا جا سکے۔ جب کسی شے کی تفصیل دی جاتی ہے، تو اس کے ہر پہلو، جزو اور حقیقت کو سامنے لایا جاتا ہے تاکہ وہ بات مکمل طور پر سمجھ میں آ جائے۔ تفسیر کے معنی بھی کسی شے کو واضح کرنے، اس کی حقیقت کو ظاہر کرنے اور اس کے تمام پہلوؤں کو بیان کرنے کے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَتَبْنَا لَهُۥ فِى ٱلْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ۔[33]

"اور ہم نے لکھ دی ان کے لیے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل"۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَصَّلْنَا لَهُ تَفْصِيلًا[34]

"ہم نے بیان کر دیا ہر بات کو کھول کر"۔

قرآن میں لفظ "تفصیل" بار بار آیا ہے، جس کا مطلب آیات کو ترتیب، نظم، اور وضاحت سے پیش کرنا ہے۔ یہی کام مفسرین تفسیر کے ذریعے انجام دیتے ہیں۔

4. شرح

لفظِ "شرح" کا لغوی معنی ہے کسی چیز کو کھولنا، اس کو واضح کرنا یا تفصیل سے بیان کرنا۔ جب کسی بات یا موضوع کی "شرح" کی جاتی ہے، تو اس میں اس کے تمام پہلوؤں کو واضح طور پر بیان کیا جاتا ہے تاکہ وہ پورے طور پر سمجھ میں آ جائے۔ لفظِ "شرح" اور "تفسیر" دونوں کا مقصد کسی بات یا موضوع کی وضاحت کرنا اور اس کے معانی کو مکمل طور پر بیان کرنا ہے۔ دونوں الفاظ کا استعمال کسی بات کی مکمل اور واضح تفصیل بیان کرنے کے لیے کیا جاتا ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام باقی نہ رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَفَمَن شَرَحَ ٱللَّهُ صَدۡرَهُۥ ۔[35]

"بھلا کھول دیا جس کا سینہ اللہ نے"۔

5. کشف

لفظِ "کشف" کے لغوی معنی کسی چیز کو کھولنا یا ظاہر کرنا کے ہیں، جو کہ تفسیر کے مفہوم سے ہم آہنگ ہے۔ تفسیر کا مقصد قرآن کی آیات کے معانی کو واضح کرنا اور ان کے پوشیدہ مفہوم کو کھولنا ہوتا ہے، اس لیے "کشف" تفسیر کا مترادف سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ دونوں کا مقصد کھولنا اور واضح کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكَشَفَتۡ عَن سَاقَيۡهَا۔[36]

"اور کھولیں اپنی پنڈلیاں"۔

تفسیر کے مترادفات میں سے لفظ "بیان" دوسرے الفاظ کی نسبت زیادہ معروف و مستعمل ہے۔ اس کا استعمال نہ صرف قرآن کی آیات کی تشریح میں بلکہ عام زبان میں بھی بہت عام ہے۔

خلاصہ بحث

تفسیر کا لغوی مفہوم وضاحت، بیان، اور کشف پر مشتمل ہے، جو قرآن کے مفاہیم کو سمجھنے کے لیے نہایت اہم ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر نہ صرف کسی پوشیدہ حقیقت کو ظاہر کرنے کا عمل ہے بلکہ یہ ایک مستقل علم ہے جو کئی ذیلی علوم پر مشتمل ہوتا ہے۔ قرآن میں تفسیر کے ہم معنی الفاظ جیسے "بیان"، "تبیین"، "شرح"، "کشف" اور "تفصیل" بکثرت استعمال ہوئے ہیں، جو کسی بات کو کھول کر بیان کرنے کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔ اس مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ قرآن،

حدیث، اقوال صحابہ و تابعین، اور مفسرین کے بیانات سے "تفسیر" کی ایک جامع اور واضح تعریف سامنے آتی ہے۔ اس علم کی مدد سے نہ صرف قرآن کے الفاظ کی گہرائی کو سمجھا جاسکتا ہے بلکہ اس کے پیغام کو بہتر طور پر لوگوں تک پہنچایا جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Al-Jawharī, Ismāʿīl ibn Ḥammād (d. 393 AH), *Al-Ṣiḥāḥ: Tāj ul-lughah wa-ṣiḥāḥ al-ʿArabiyyah*, taḥqīq: Aḥmad ʿAbd al-Ghafūr ʿAṭṭār, (Bayrūt: Dār al-ʿIlm lil-Malāyīn, 2nd ed, 1399 AH / 1979 CE), 2:781.

[2] Al-Rāghib al-Aṣfahānī, al-ʿAllāmah (d. 502 AH / 1108 CE), *Mufradāt alfāẓ ul-Qurʾān*, taḥqīq: Ṣafwān ʿAdnān Dāwūdī, (Bayrūt: Dār al-Qalam, Dimashq, al-Dār al-Shāmiyyah, 4th ed, 1430 AH / 2009 CE), 636.

[3] Ibn Manẓūr al-Ifriqī, Jamāl al-Dīn Muḥammad ibn Mukarram, Abū al-Faḍl (d.711 AH), *Lisān ul-ʿArab*, (Bayrūt: Dār Ṣādir, 3rd ed, 1414 AH), 5:55.

[4] Abū Ḥayyān, Muḥammad ibn Yūsuf al-Andalusī (d.745 AH), *Al-Baḥr ul-Muḥīṭ*, taḥqīq: al-Shaykh ʿĀdil Aḥmad ʿAbd al-Mawjūd, al-Shaykh ʿAlī Muḥammad Muʿawwaḍ, (Bayrūt, Lubnān: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1st ed, 1413 AH / 1993 CE), 1:121.

[5] Al-Zarkashī, Abū ʿAbd Allāh, Muḥammad ibn Bahādur ibn ʿAbd Allāh, Badr al-Dīn (d.796 AH), *Al-Burhān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, taḥqīq: Muḥammad Abū al-Faḍl Ibrāhīm, (Al-Qāhirah: Maktabat Dār al-Turāth, 44 Shāriʿ al-Jumhūriyyah, 3rd ed, 1404 AH / 1984 CE), 2:148.

[6] Al-Jurjānī, ʿAlī ibn Muḥammad, Al-Sayyid Al-Sharīf (d. 816 AH), *Kitāb al-Taʿrīfāt*, taḥqīq: Muḥammad Ṣiddīq al-Minshāwī, (al-Qāhirah: Dār al-Faḍīlah lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ wa-al-Taṣdīr, s.n.), 57.

[7] Majd al-Dīn, Muḥammad ibn Yaʿqūb, al-Fayrūzābādī (d. 817 AH), *Al-Qāmūs al-Muḥīṭ*, taḥqīq: Muḥammad Naʿīm al-Qarsūsī, (Bayrūt Lubnān: Muʾassasat al-Risālah, 8th ed, 1426 AH / 2005 CE), 963.

[8] Al-Kāfijī, Muḥyī al-Dīn Muḥammad ibn Sulaymān (d. 879 AH), *Al-Taysīr fī qawāʿid ʿilm al-tafsīr*, taḥqīq: Muḥammad Muṣṭafā Muḥammad Ḥusayn al-Dhahabī, (Al-Qāhirah: Maktabat al-Qudsī, 1st ed, 1419 AH / 1998 CE), 21.

[9] Al-Suyūṭī, ʿAbd al-Raḥmān ibn Abī Bakr, Jalāl al-Dīn (d. 911 AH), *Al-Itqān fī ʿulūm al-Qurʾān*, taḥqīq: Shuʿayb al-Arnāʾūṭ, (Bayrūt Lubnān: Muʾassasat al-Risālah Nāshirūn, 1st ed, 1429 AH / 2008 CE), 758.

[10] Al-Zarqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm (d. 1367 AH / 1948 CE), *Manāhil ul-ʿirfān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, al-muḥaqqiq: Fawwāz Aḥmad Zamarlī, (Bayrūt Lubnān: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1st ed, 1415 AH / 1995 CE), 2/3.

[11] Al-ʿUthaymīn, Muḥammad ʿUthmān (d. 1421 AH), *Uṣūl fī al-tafsīr*, taḥqīq: Qism al-Taḥqīq bi-al-Maktabah al-Islāmiyyah, (Al-Riyāḍ: Al-Maktabah al-Islāmiyyah, 1st ed, 1422 AH / 2001 CE), 23.
[12] Abū Ḥayyān, al-Andalusī, *Al-Baḥr al-Muḥīṭ*, 1:121.
[13] Abū Ḥayyān, al-Andalusī, *Al-Baḥr ul-Muḥīṭ*, 1:121.
[14] Al-Zarkashī, *Al-Burhān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, 1:13.
[15] Al-Mā'idah, 5:6.
[16] Āl 'Imrān, 3:7.
[17] Al-Zarkashī, *Al-Burhān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, 1:13.
[18] Al-Jurjānī, *Al-Taʿrīfāt*, 57.
[19] Al-Suyūṭī, *Al-Itqān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, 4:192.
[20] Al-Zarqānī, Muḥammad ʿAbd al-ʿAẓīm, *Manāhil ul-ʿirfān fī ʿulūm ul-Qurʾān*, 2/6.
[21] Raḥmān, Gohar, Mawlānā (d. 2003 CE), *ʿUlūm ul-Qurʾān*, (Mardān: Maktabah Tafhīm ul-Qurʾān, 2014 CE), 2:212–213.
[22] Al-ʿUthaymīn, Muḥammad ʿUthmān, *Uṣūl fī al-tafsīr*, 23.
[23] Al-Furqān, 25:33.
[24] Al-Ṭabarī, Abū Jaʿfar, Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd ibn Kathīr (d. 310 AH), *Al-Jāmiʿ al-bayān ʿan taʾwīl āy al-Qurʾān*, taḥqīq: Al-Duktūr ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Muḥsin al-Turkī, (Al-Qāhirah: Markaz al-Buḥūth wa-al-Dirāsāt al-ʿArabiyyah wa-al-Islāmiyyah bi-Dār Hijr, 1st ed, 1422 AH / 2001 CE), 17:448.
[25] Al-Thaʿlabī, Abū Isḥāq, Aḥmad (d. 427 AH), *Al-Kashf wa-al-bayān ʿan tafsīr ul-Qurʾān*, taḥqīq: Al-Imām Abū Muḥammad ibn ʿĀshūr, murājaʿah wa-tadqīq: al-Ustād Naẓīr al-Sāʿidī, (Bayrūt Lubnān: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1st ed, 1422 AH / 2002 CE), 7:132.
[26] Al-Baghawī, Abū Muḥammad, Al-Ḥusayn ibn Masʿūd (d. 516 AH), *Maʿālim al-tanzīl fī tafsīr ul-Qurʾān*, Al-muḥaqqiqūn: Muḥammad ʿAbd Allāh al-Nimr, ʿUthmān Jumʿah, Sulaymān Muslim al-Ḥarsh, (Al-Riyāḍ: Dār Ṭayyibah lil-Nashr wa-al-Tawzīʿ, 1417 AH / 1997 CE), 6:83.
[27] Al-Zamakhsharī, Maḥmūd ibn ʿUmar ibn Aḥmad, Abū al-Qāsim, Jār Allāh (d. 538 AH), *Al-Kashshāf ʿan ḥaqāʾiq al-tanzīl wa-ʿuyūn al-aqāwīl fī wujūh al-taʾwīl*, taḥqīq: Khalīl Maʾmūn Shayḥā, (Bayrūt Lubnān: Dār al-Maʿrifah, 3rd ed, 1430 AH / 2009 CE), 745.
[28] Ibn ul-Jawzī, Abū al-Faraj, ʿAbd al-Raḥmān, Jamāl al-Dīn (d. 597 AH), *Zād al-masīr fī ʿilm ul-tafsīr*, (Bayrūt Dimashq: Al-Maktab al-Islāmī, 3rd ed, 1404 AH / 1984 CE), 6:88.
[29] Al-Qiyāmah, 75:17.
[30] An-Naḥl, 16:44.
[31] Al-Baqarah, 2:242.

[32] Āl ʿImrān, 3:187.
[33] Al-Aʿrāf, 7:145.
[34] Al-Anʿām, 6:114.
[35] Az-Zumar, 39:22.
[36] Al-Naml, 27:44.